لغات الحدیث

محمد ادریس سلفی

قسط نمبر ۱۴

الھروی علیہ الرحمۃ اتجروا بالادغام صحیح قرار دیتے ہیں اور اس کیلئے دوسری روایت کو بطور استشہاد لائے ہیں ۔

عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال جاء رجل آہ
مولانا عبدالرحمن مبارک پوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

فاء کلمہ کے ھمزہ کا باب افتعال کی تاء میں ادغام کوئی نئی چیز نہیں قرآن پاک نے اسے اختیار کر رکھا ہے۔ فرمان مالک الملک ہے۔

اتّخذ اللہ ابراہیم خلیلاً

اور اتخذ (افتعال) کا ادغام قرآن حکیم میں بار بار ذکر ہوا ہے۔

ایسے ہی متفق علیہ روایت اس کی تائید کرتی ہے

قالت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وکان یامرنی فاتزر وانا حائض"

یہاں "اتخذ" اور "فاتزر" میں ھمزہ یاء اور الف ہونے کے بعد تاء افتعال میں مدغم ہوا ہے۔

ایسے ہی ارشاد باری تعالیٰ "فلیؤد الذی اؤتمن أمنتہ" میں بھی "فلیؤد الذی اؤتمن" التاء بالتشدید کی قراءت موجود ہے۔ جیسا کہ ابن محیصن کی قراءت ہے الشہاب الخفاجی اپنے حاشیہ ۳۵۴/۲ میں فرماتے ہیں کہ اس قراءت کو قاضی بیضاوی

وغیرہ کا غیر درست کہنا اہل صرف کی ہمنوائی کے علاوہ کچھ نہیں۔ بلکہ جس نے بھی ہمزہ اور یاء غیر اصلیہ کو تائے افتعال میں ادغام کرنا غیر درست کہا ہے سب خطاء پر ہیں کیونکہ یاء غیر اصلیہ اور ھمزہ کا تائے افتعال میں ادغام کلام عرب میں اکثر موجود ہے۔ جب کہ ابن مالک نے اس کا جواز بھی نقل کیا ہے۔ ہاں یہ ضرور فرمایا کہ "انہ مقصود علی السماع"۔

علامہ الصنعانی لکھتے ہیں "ان القول بجوازہ مذھب الکوفیین" امام کسانی فاتزر پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں

فان قلت لایجوز الادغام فیہ (ادغام الیاء غیر الاصلیة فی التاء) عند الصرفیین قلت قول عائشہ وھی من الفصحاء حجة علی جوازہ فالمخطئ مخطئ"

علامہ احمد شاکر رقمطراز ہیں

"وکلمة الکرمانی ھنا فیصل فی موضع الخلاف۔ (ترمذی ١/٢٩ ٢٣۔ مصطفی البابی)

حافظ ابن حجر علیہ الرحمة فاتزر پر بحث کرتے ہوئے فتح الباری میں رقمطراز ہیں۔

فاتّزر کذا فی روایتنا و غیرھا بتشدید التاء بعد الھمزہ واصلہ فاءتزر بوزن افتعل وانکر اکثر الزواة الادغام حتی قال صاحب المفصل انہ خطاء لکن نقل غیرہ انہ مذھب الکوفیین۔ (فتح الباری ٢/٣٠٢)

بعض ائمہ علیہم الرحمة نے اس جگہ اصل قاعدہ افتعال کا دامن نہ چھوڑتے ہوئے ایک نئی راہ نکالی ہے کہ۔ تجر کی اصل ہی اجر کی بجائے تجارة ہے چنانچہ امام ابن الاثیر فرماتے ہیں۔

الرواية انما هی یاتجروان صح یتجر فیکون من التجارة لامن الاجر کانہ بصلاتہ معہ قدحصل لنفسہ تجارة ای مکسبا۔ (النہایة ۱/۲۵)

ایسے ہی اتخذ میں اخذ کی بجائے تخذ کو اصل قرار دے دیا ہے چنانچہ صاحب لسان العرب تخذ کے متعلق بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ولیس من اخذ فی شی فان الافتعال من اخذ ائتخذ۔

لیکن اخذ اور تخذ کی حقیقت سے پردہ کشائی امام رازی مختار الصحاح میں کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الاتخاذ افتعال من الاخذ الا انہ ادغم بعد تلیین الهمزة وابدال التاء ثم لما کثر استعمالہ علی لفظ الافتعال تو هموا ان التاء أصلیة فبنوا منہ فعل یفعل (بوزن سمع یسمع) فقالوا تخذ یتخذ (مختار الصحاح ص۹)

بعض علماء اس میں دوسری روایت (یتجر، اتجرو بالادغام) کو غلط کہنے پر مصر ہیں۔ نہ اہل بصرہ کے صرفیوں کو مقام، نہ سماع عن العرب کا لحاظ، الهروی، ابن مالک کی بات کا وزن اور نہ ہی فصاحت عائشہؓ اور قدامت تلفظ کا پاس رکھتے ہیں ان کے نزدیک فصاحت عائشہ مسلم ہے لیکن یہاں اس لئے ناقابل قبول ہے کہ روایت بالمعنیٰ عام ہے اور رواۃ الفاظ روایت کو نقل کرنا ضروری خیال نہیں کرتے تھے۔ لہذا یہ بات کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بالادغام کہا ہے محل نظر ہے تو کیوں نہ شک کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو بعض رواۃ اور عامۃ المحدثین کی طرف منسوب کردیا جائے۔

اس قول کا مکمل اعتماد روایت بالمعنی کے جواز پر ہے۔

حالانکہ روایت بالمعنی کی اہل فن کے نزدیک اجازت ہر راوی کو قطعاً نہیں ہے بلکہ روایت بالمعنی کیلئے اہل فن اتنی قیود اور شرائط ذکر کرتے ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے روایت بالمعنی خاص خاص رجال کے علاوہ کسی کیلئے بیان کرنا ممکن ہی نہیں رہتی بعینہ اس طرح جیسے اہل تقلید اجتہاد اور مجتہد کیلئے اتنی شرائط بیان کرتے ہیں کہ مجتہد اور اجتہاد کا وجود ناپید ہو کر رہ جائے۔

اس لفظ پر علماء کے خیالات اور ان کے دلائل و براہین کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ اس لفظ میں ادغام اصل صرف کے متداول قاعدہ کے عین موافق نہیں ہے اور خاص طور پر ائمہ لغت کی اکثریت اس استعمال کو عمدہ خیال نہیں کرتی۔

لیکن اس کے باوجود اس میں ادغام کے ساتھ ادائیگی کو رسم قرآن، اہل لغت، ائمہ صرف، محدثین اور لغت عرب کا استناد حاصل ہے۔ جو اس کی بالادغام ادائیگی کے جواز پر قوی دلیل ہے۔

بقیہ : محسنِ انسانیت

ان جھرمٹ میں کون ہے جس کا ایمان لمعہ افگن نہیں ہے معلم اعظم کی تعلیم سے وہ ہستیاں وجود میں آئیں۔ جس کو بندشی شراب کا حکم دیا۔ تو ہونٹوں سے لگے پیالے فوراً الگ کردئے شراب کے مٹکے گلیوں میں لنڈھادئے گئے۔ جس نے اگر عورتوں کو پردے کا حکم دیا۔ تو بغیر تاخیر کے اس کی تعمیل ہو گئی۔ جس نے اگر جہاد کا حکم دیا۔ تو نو عمر لڑکے تک ایڑیوں پر کھڑے ہو گئے۔ تاکہ ان کو واپس نہ کیا جائے جس نے اگر چندے کا حکم دیا تو جہاں عثمان غنی رضی اللہ عنہ مال سے لدے ہوئے اونٹ لے کر حاضر ہوئے وہاں ان مزدوروں نے بھی دن بھر کی مزدوری سے حاصل شدہ کھجوریں جنگی فنڈ میں دے کر دامن جھاڑ دیا جس نے اگر مہاجرین کی مدد کے لئے انصار کو بلایا تو انہوں نے اپنے مکان اور کھیت اور باغ آدھے آدھے بانٹ کر اخوت کا بے مثل سماں پیدا کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معلم اعظم کی تعلیم سے وہ معاشرہ پیدا ہوا۔ جس میں شاذ و نادر ہی جرم ہوتے تھے یہ

باقی ص۲۹ پر